رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کیے اور آپؐ نے ان کی تائید و تصویب فرمائی وہ سنت قرار پائے اور دین کا جز بن گئے۔ مثلاً ایک موقعے پر حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان میں الصَّلاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوم کا اضافہ کردیا تو آپؐ نے اسے پسند فرمایا۔ چنانچہ اس کے بعد یہ اضافہ بھی اذان میں شامل ہوگیا (ابن ماجہ، ۷۱۶)۔ چوں کہ اذان کا خاتمہ لا الٰہ الا اللہ پر ہوتا ہے، اس پر محمد رسول اللہ کا اضافہ نہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کیا اور نہ کسی صحابی نے کیا، جس کی آپؐ نے تصویب کی ہو، اس لیے اب کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ دین کے نام پر خود ساختہ اضافہ کرتا پھرے۔ (مولانا محمد رضی الاسلام ندوی)

مجبوری میں نماز پڑھنے کی تاخیر

س: میں سرکاری بسوں کی ورک شاپ میں کاری گر کی حیثیت سے کام کرتا ہوں۔ ہر بس کو چیک کرنا اور چھوٹی بڑی خرابی کو دُور کرنا میری ذمہ داری ہے۔ شام کے وقت ڈپو میں آنے والی بسوں کا ہجوم ایک دم بڑھ جاتا ہے۔ اگر میں تھوڑی دیر کے لیے بھی وہاں سے ہٹ جاؤں تو بس ڈرائیور اور کنڈیکٹر ہنگامہ کھڑا کردیتے ہیں اور افسران کی ڈانٹ ڈپٹ الگ۔ اس بنا پر میری عصر اور مغرب کی نمازیں اکثر و بیش تر قضا ہوجاتی ہیں۔ اور پھر اتنا وقت بھی نہیں نکال سکتا کہ ڈیزل اور پٹرول سے لتھڑے کپڑے بدل کر، صاف کپڑے پہنوں اور نماز ادا کروں، اور پھر واپس کام پر آکر دوبارہ ایمان داری سے ڈیوٹی انجام دے سکوں۔ اس طرح نمازیں قضا ہونے سے میں سخت الجھن میں ہوں۔ دفتر میں کسی دوسرے شعبے میں تبدیلی کی کوشش بھی کی ہے لیکن ممکن نہ ہوسکا۔ بعض احباب ملازمت ترک کردینے کا مشورہ دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ بیوی بچوں کی کفالت فرض ہے، لہٰذا انھیں پریشانی میں مبتلا کرنا مناسب نہیں۔ یاد رہے کہ میں نے باقاعدہ انجینیرنگ کی ڈگری لے رکھی ہے، مگر بے روزگاری اور معاشی تنگ دستی کے ہاتھوں مجبُور ہوکر یہ معمولی نوکری کر رہا ہوں۔ مجھے مشورہ دیجیے کہ میں کیا کروں؟

ج: عام حالات میں پنج وقتہ نمازوں کی ادایگی ان کے اوقات میں ضروری ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا○ (النساء ۴:۱۰۳) نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندیِ وقت کے ساتھ اہلِ ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔

متعدد صحابہ کرامؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کو ہمیشہ ان کے اوقات میں ادا کرنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: ''میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اس کے وقت کے علاوہ (کسی دوسرے وقت) میں پڑھی ہو۔ سوائے دو نمازوں کے''۔(بخاری، کتاب الحج ۱۶۸۲)

تاہم، عذر کی صورت میں بعض نمازیں اکٹھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ظہر و عصر کو ایک ساتھ پڑھ لیا جائے اور مغرب و عشاء کو ایک ساتھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع کے دوران اسی طریقے سے مذکورہ نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا ثابت ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''نمازوں کے اوقات عام لوگوں کے لیے پانچ اور اہلِ عذر کے لیے تین ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ (ھود ۱۱:۱۱۴) ''نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر''۔

دوسرے سرے پر ظہر و عصر ہے اور رات گزرنے پر مغرب و عشا۔ اسی طرح اس کا ارشاد ہے: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ (بنی اسرائیل ۱۷:۷۸) ''نماز قائم کرو زوالِ آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو''۔ اس آیت میں 'دلوک' میں ظہر و عصر اور 'غسق' میں مغرب و عشاء شامل ہیں۔ ''اسی اصول کو اختیار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو جمع فرمایا تھا''۔(فتاویٰ ابن تیمیۃ، ۲۴-۲۵)

احناف کے نزدیک جمع بین الصلاتین (دو نمازوں کو اکٹھی پڑھنا) جائز نہیں ہے۔ ہاں، ان کو جمع کرنے کی ظاہری صورت اختیار کی جاسکتی ہے، یعنی ایک نماز اس کے آخر وقت میں اور دوسری نماز اس کے اول وقت میں پڑھی جائے۔ لیکن دیگر فقہا اس کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں۔ دوسری نماز کو مقدم کر کے

پہلی نماز کے ساتھ پڑھ لیا جائے، یا پہلی نماز کو مؤخر کر کے دوسری نماز کے ساتھ پڑھا جائے۔

عذر میں حالتِ سفر، مرض، طوفانی بارش، خوف یا کوئی اور وجہ بھی ہو سکتی ہے۔ احادیث میں ان عذروں کا ذکر آیا ہے، بلکہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعے پر مدینہ میں رہتے ہوئے ظہر و عصر کی نمازیں اور مغرب و عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھیں، جب کہ اس وقت نہ کسی خوف کا موقع تھا، نہ بارش ہوئی تھی (دوسری روایت میں ہے کہ اس وقت نہ کسی خوف کا موقع تھا نہ آپ حالتِ سفر میں تھے)۔ حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد نے ان سے دریافت کیا: پھر آں حضرتؐ نے ایسا کیوں کیا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: آپؐ نے ایسا اس لیے کیا تھا، تاکہ آپؐ کی اُمت کا کوئی فرد مشقت میں نہ پڑے''۔ (مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الجمع بین الصلاتین فی السفر)

حالتِ سفر میں کسی عذر کی بنا پر جمع بین الصلاتین کی اجازت دینے والے فقہا (مثلاً مالکیہ میں سے اشہبؒ، شوافع میں سے ابن المنذرؒ اور ابن سیرینؒ و ابن شبرمہؒ وغیرہ) ساتھ ہی یہ بھی صراحت کرتے ہیں کہ اسے عادت نہ بنا لیا جائے، یعنی کسی شدید عذر کی بنا پر ہی جمع کیا جائے، ورنہ ہر نماز کو اس کے وقت ہی میں ادا کیا جائے۔ (نووی، المجموع شرح المہذب، طبع جدہ، ۲۶۴/۴، ابن قدامہ، المغنی، طبع ریاض ۱۹۸۱ء، ۲۷۸/۲، الموسوعۃ الفقہیۃ، کویت، ۲۹۲/۱۵)

آپ نے اپنی جو مخصوص صورت بیان کی ہے اس کا شمار عذر میں ہو سکتا ہے لیکن کوشش کیجیے کہ وہ زیادہ دنوں تک باقی نہ رہے۔ اپنے افسران سے کہیے کہ وہ آپ کی علمی قابلیت اور خدمات کو دیکھتے ہوئے آپ کو پروموشن دیں، یا کوئی دوسرا کام لیں، جس میں آپ کی ایسی شدید مصروفیت باقی نہ رہے۔ ورک شاپ میں آپ سے متعلق جو کام ہے، اس کی انجام دہی کے لیے آپ کے علاوہ دوسرے افراد بھی ہوں گے۔ آخر آپ کی بیماری یا رخصت کے دنوں میں ورکشاپ میں تالا نہ لگ جاتا ہوگا اور بسیں چلنی بند نہ ہو جاتی ہوں گی۔ ان افراد سے تعاون لیجیے۔ ان کے بعض کام آپ کر دیجیے تاکہ وہ آپ کے کچھ کام اپنے ذمے لے کر آپ کو نمازوں کی ادایگی کے لیے مہلت دے دیا کریں۔ دین میں نماز کی اہمیّت اور اس کے مقام سے آپ بہ خوبی واقف ہیں، اس لیے کوشش کیجیے کہ حتی الامکان آپ کی تمام نمازیں وقت پر ادا ہوں۔ (مولانا محمد رضی الاسلام ندوی)